امام اہلسنت: ایک نابغۂ روزگار عالم

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

رات کے 1:58 منٹ پر موبائل کی گھنٹی بجی، دھڑکتے دل کے ساتھ موبائل کان سے لگایا تو صاحبزادۂ امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ کی سسکیوں بھری گلوگیر آواز دل پر بجلیاں گراتی چلی گئی کہ ''ابا جی (امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر) فوت ہوگئے''۔

''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ، وکل شیءٍ عندہ باجل مسمی''

بلاشبہ یہ کربناک، اندوہناک اور جاں گسل خبر ایک عالم کی ہی نہیں پورے عالَم کی ''رحلت'' کی خبر تھی، اُن کے فراق سے ہم ایک محقق سے ہی نہیں، آسمانِ تحقیق کے ایک نیر تاباں سے محروم ہوگئے...... ایک محدث ہی نہیں، مسندِ حدیث کا صدر نشین ہم سے بچھڑ گیا،...... ایک مصنف ہی نہیں، تصنیفی دنیا کا مایۂ ناز سرتاج ہی گم کر بیٹھے،...... عالمِ فنِ رجال ہی نہیں، اس فن کے بحر کا بے نظیر شناور، حوالۂ خاک ہوگیا،...... ایک خطیب ہی نہیں، گلستانِ خطابت کا شیریں نوا عندلیب خاموش ہوگیا،...... ایک مدرس ہی نہیں، مثالی کتب خانہ، زیرزمین دفن ہوگیا،...... ایک مرجع خاص وعام ہی نہیں، مراجع کا دائرہ معارف دفن ہوگیا،...... تحفظ دین کا ایک سپاہی ہی نہیں، سپہ سالار ہم کھو چکے،...... ایک مفسر ہی نہیں، علم تفسیر کا امام نہیں رہا،...... ایک مربی ہی نہیں، سراپا تربیت نظروں سے اوجھل ہوگیا،...... ایک قائد ہی نہیں، قائدین کا سربراہ چھن گیا،...... ایک شیخ طریقت ہی نہیں، طریقت کی شناخت نہ رہے،...... تشنگانِ علوم تڑپ رہے ہیں، بحرِ علوم کے کنارے غائب ہیں،...... اصلاح کے طالب بے تاب ہیں، رہبرِ کامل نہ رہا،...... درسِ قرآن کے شیدائی منتظر ہیں، رازیِ زمانہ نظر نہیں آتا،...... علمِ حدیث کے محب ترس رہے ہیں، محدث جلیل دکھائی نہیں دیتا،...... منبر کی نگاہیں سرِ راہ تکی ہیں، خطیب کی تشریف آوری نہیں،...... منصۂ علم وحکمت پہ اس دلہا کی جلوہ گری نہیں جسے بزمِ مدنی میں سنوارا گیا،...... تصنیف کا میدان اُداس ہے، قلم کا شہسوار وارد نہیں،...... تلامذہ کی اشتیاق بھری نگاہیں گردش کررہی ہیں، استاد کے رُخ انور کا نظارہ نہیں،...... علم فقہ کے پیاسے ہجوم کی شکل میں ہیں، گنگوہیِ زمانہ نہیں،...... ذکرِ اکابر سننے کے کان متمنی ہیں، اسلاف کے ترانے گانے والا دلربا ''نغمہ سرا'' روٹھ گیا،...... مسلکِ اہل السنۃ پہ اعتزال وزندقہ کے حملے جاری ہیں، اس کا چاق وچوبند محافظ اُٹھ گیا،...... اب نظریں ڈھونڈتی رہیں گی وہ مجلسیں جن کی خوشبو

سے کبھی مدرسہ نصرۃ العلوم اور جامع مسجد گکھڑ کے بام ودر معطر رہتے تھے، ......اب نگاہیں تلاش کرتی رہیں گی اُس رخِ انور کو جس کی ایک دل آویز مسکراہٹ سے ہجوم غم کافور ہو جاتے تھے، ......اب آنکھیں جستجو کرتی رہیں گی اُس صدرِ محفل کی، جس کی ایک جنبشِ لب بہت سی علمی گتھیاں سلجھا دیتی تھی، ......اب سماعتیں ترستی رہیں گی اُس شیریں آواز کو جو کانوں میں حکمتوں کا رس گھولتی رہتی تھی، ......باطل وسوسوں سے پریشان ہونے والا ہر فرد اب تڑپے گا، اُس سپوت کی یاد میں جس کی ایک دید ہر سوال کا جواب ہوتی تھی، ......اہل حق کا ہر مناظر ہر موڑ پر یاد کرے گا اُس سراپا علم کو جس کی ذات حوالوں کا ''انسائیکلوپیڈیا'' تھی، ......اتحاد کے علم بردار اب صدیوں رویا کریں گے، اُس ہر دلعزیز شخصیت کو جس کی محفل میں اختلافات دم توڑ جاتے تھے، ......اب اُس جیسے سجدہ کناں کو سجدہ گاہیں ترستی رہیں گی، ......مسندیں تحقیق وتدریس کے اُس سرتاج کی جلوہ گری کے لیے بے تاب رہیں گی، ......درس گاہیں قال اللہ وقال الرسول کے اُس عاشق زار عندلیب کے ترانوں کے لیے بے چین رہیں گی، ......منبر ومحراب اُس کی حق گوئی وبیباکی کے مظاہرہ کے مشاہدہ کے لیے مضطرب رہیں گے، ......قلم وقرطاس اُس خوگرِ تحقیق کے تابناک حروف کے صدا منتظر رہیں گے، ......گوجرانوالہ اور گکھڑ اُس ہر دلعزیز اور ہمہ جہت دینی خدمات سرانجام دینے والے شخصیت کے گم ہونے پر زمانہ بھر سوگوار رہیں گے، ......''مدرسہ نصرۃ العلوم'' کے در ودیوار جانِ حزیں سے اس کا بار ہا تذکرہ کرتے رہیں گے، اُس کی فضا تا ابد اُن کی طرف سے مہکائی گئی خوشبو سے معطر رہے گی۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو　　　گلشن تیری یادوں کا مہکتا رہے گا

شیخ صفدر رحمہ اللہ کیا گئے !!! کہ علم وفضل کی ایک محفل اجڑ گئی، ......اصلاح کی ایک مسند ویران ہوگئی، ......تفقہ اور تدین کا ایک تابناک زمانہ گزر گیا، ......اصابت رائے اور دینی بصیرت کا ایک سرچشمہ چھن گیا، ......آسمانِ علم کا آفتاب عالمتاب غروب ہوگیا، ......گلستانِ عمل کا گلاب تازہ ٹوٹ گیا، ......بزمِ فقہ کا فروزاں چراغ گل ہوگیا، ...... کتاب حکمت کا ایک روشن باب بند ہوگیا، ......تصنیف وتالیف کا ایک زریں دور بیت گیا، ......نکتہ دانی ونکتہ بینی کا ماہتاب روپوش ہوگیا، ......شوقِ مطالعہ وذوقِ جستجو کا سدابہار گلشن پنہاں ہوگیا۔

بلاشبہہ آپ رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تحصیل علم، وسعتِ مطالعہ، احقاقِ حق، ابطال باطل، فروغ دین، رد بدعات، دفاعِ اسلام، احیاءِ سنت، اطاعت الٰہی، عشقِ نبوی، حب اصحاب رسول، فقہاء سے وابستگی، محدثین سے لگاؤ، اولیاء سے عقیدت، اسلاف سے محبت، اساتذہ سے وارفتگی، اصلاحِ خلق، تلامذۃ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور انہیں بام عروج تک پہنچانے کی مسلسل جدوجہد سے عبارت تھی۔ ان گوناگوں خوبیوں کے حامل، متنوع کمالات کے مرقع، مختلف اوصافِ حسنہ کے جامع اور بہت سی صفاتِ جمیلہ سے متصف ہونے کے باوجود اور آپ کے انداز واقوال سے انکساری برستی، عاجزی ٹپکتی اور فروتنی جھلکتی تھی، بے نفسی آپ پر بس تھی اور سادگی آپ پر ختم۔

بات صرف یہ نہیں کہ علمی وادبی گلشن سے ایک گلاب، تازہ ٹوٹ گیا، جب گلستاں ہی نہ رہے تو......؟ بات ساقی وساغر کی ہی نہیں، جب میخانہ ہی نہ رہے تو......؟ بات ایک محقق کے بچھڑنے کی ہی نہیں، جب کتب خانہ ہی خاک کی زینت بن جائے تو......؟ بات ایک خوشنوا عندلیب کے خاموش ہو جانے کی ہی نہیں، جب نغمہ سرائی کا انداز ہی دفن ہو جائے تو......؟ بات ایک سنجیدہ والبیلے قلم کے رک جانے ہی کی نہیں، جب تصنیف وتالیف کی شناخت ہی گم ہو جائے تو......؟ بات اپنے اوقات کی پابند ایک شخصیت کی ہی نہیں، جب وقت کا معیار ہی نہ رہے تو......؟ بات گرداب کی زد اور موجوں کی لپیٹ میں آجانے کی نہیں، جب ناخدا ہی چھن جائے تو......فکر کسی گم کردہ راہ کی ہی نہیں، جب رہبرِ کامل ہی جدا ہو چکا تو......؟ بات اپنوں اکا شیرازہ بکھر جانے کی ہی نہیں، جب شیرازہ بندی کا سرچشمہ

ہی نہ مل رہا ہو تو......؟ بات صرف یہ نہیں کہ علمی اُفق پہ ایک ستارہ نہیں رہا، جب محفل انجم ہی نہ رہے تو......؟

داغ ہی داغ نظر آتے ہیں
کس طرح قلب وجگر کو دیکھوں

نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے
خاک اے شمع! سحر کو دیکھو

آہ! اب تیرے انداز میں باطل کو کون للکارے گا؟...... عیسائیت کا قلع قمع کرنے کے لیے قلم کو حرکت کون دے گا؟...... رفض کے داغدار چہرے سے تقیہ کا نقاب کون سرعام الٹے گا؟...... قادیانیت کے دجل وتلبیس پر مبنی محلات میں کون کھلبلی مچائے گا؟...... شرک وبدعت کے ایوانوں میں اب کون زلزلہ برپا کرے گا؟...... فتنۂ انکارِ حدیث کے تعاقب کے لیے کون ہمہ وقت کمر بستہ رہے گا؟...... سنت کے راستوں میں مماتیت کی طرف سے کھڑی کی جانے والی دیواروں میں دراڑیں کون ڈالے گا؟...... انکارِ فقہ اور ترک تقلید کے خطرناک سیلاب کے آگے بند کون باندھے گا؟...... خود رائی اور سلف بیزاری کے تاریک راستوں میں ہدایت کے چراغ کون فروزاں کرے گا؟...... دینِ نبوی کی بنیادیں کھوکھلا کرنے والے فراعنہ سے کون بے خوف ٹکرا جائے گا؟...... دیوبندیت کی شیرازہ بندی کے لیے اب کون مؤثر کردار ادا کرے گا؟...... اہل سنت کی امامت کا تاج کس کے سر پہ جچے گا؟...... احناف کی وکالت کا تمغہ حاصل کرکے اس کی آبرو کی حفاظت کون کرے گا؟...... اسلاف کی ڈگر سے ہٹ جانے پر کس کا قلم لایخافون لومة لائم امصداق بن کر بے راہ روی کے پرخچے کون اڑائے گا؟...... سیدنا ابوحنیفہ کے علمی اور عملی مرتبہ اور مقام سے قوم کو کون روشناس کرائے گا؟ اسلاف سے وابستگی اور الفتوں کے چراغ کون بانٹے گا؟

کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے، زباں کا زور بیان گیا ہے

بجا ہے کہ اب مدرسہ نصرۃ العلوم کے در و دیوار آہ وفغاں کریں، کہ سراپا علم وعمل اُن کا شیخ الحدیث اُن سے بچھڑ گیا،...... درست ہے کہ جامع مسجد گکھڑ کی ایک ایک اینٹ نالۂ وفریاد کرے کہ حق وصداقت کی صدائیں بلند کرنے والا اُس کا بے باک خطیب اور قرآن وسنت کے ترانوں سے منبر ومحراب کی رونق دوبالا کرنے والا اُس کا دلربا نغمہ سرا اسے داغ فراق دے گیا ہے،...... حق ہے کہ آسمان کا وہ دروازہ بلکتا رہے جو اس خدارسیدہ کے اعمال صالحہ کی گزرگاہ رہا ہے اور فلک کا وہ در بھی چیخیں مارتا رہے، جس سے ان کا رزق اُترتا تھا،...... صحیح ہے کہ مدارس اور تحریکات کے سربراہان اشک بار ہوں کہ اُن کا شفیق، ہمدرد، باخدا اور دوررس سرپرست لحد کی زینت بن گیا،...... اُن کی مسند ارشاد پھوٹ پھوٹ کر رونے کا حق رکھتی ہے کہ یوں اس سے معرفت کے چشمے نہ پھوٹ سکیں گے،...... نوکِ قلم کو ماتم کناں ہونے کی اجازت ہے کہ اب اس سے علم وحکمت کے پھوارے نمودار نہ ہوسکیں گے،...... مریدین کی آنکھیں نمناک ہونے میں حق بجانب ہیں کہ شاید بہت سے سال وماہ کی گردش سے بھی ان سا شیخ کامل نہ پاسکیں،...... ان کی جلوہ گاہیں، خواب گاہیں، سجدہ گاہیں بجا طور پر تڑپ سکتی ہیں، سسک سکتی ہیں کہ اب اُنہیں انوارات کا مشاہدہ کہاں نصیب، حلاوتوں کی چشیدگی کہاں میسر......

حضرت امام اہل سنت کی زیارت کا شوق تو اس زمانہ سے انگڑائیاں لے رہا تھا جب میں ابتدائی کلاسوں میں تھا اور حضرت کی کتب سے استفادہ کررہا تھا، مگر زیارت سے شرف یاب ہونے کی سعادت فراغت کے دوسرے سال ہوئی۔ 1425ھ کے شش ماہی امتحان کی تعطیلات میرے لیے انتہائی خوشگوار اور یادگار ہیں، مفتی راشد مبارک پوری، مفتی محمد معاویہ کی معیت میں بہاولپور سے حضرت کی زیارت کے لئے گکھڑ پہنچے، قاری ساجد صاحب نے زیارت کروائی، میں نے ''بے خود'' ہو کر حضرت کے ہاتھ چوم لئے۔ جی ہاں! وہی ہاتھ جنہوں نے ہر باطل قلعہ میں شگاف کیے، گمراہی کی بنیاد کو کھوکھلا کیا، تلبیس کے ہر پیراہن کے بخیے ادھیڑے، ضلالت کے ہر گولے کو پیوند خاک

کیا، دجل کی ہر عمارت پر تابڑ توڑ حملے کیے ہیں۔

وہ نشترِ زبانِ حق جہاں جہاں بھی چل گیا مریض کفر و دجل کا غلیظ خوں نکل گیا

حضرت صاحبِ فراش تھے، میں کبھی خوشی سے پھول جاتا کہ زندگی میں خیر القرون کی ایک یادگار کا جلوہ ہے اور کبھی افسردہ ہوتا کہ میں تب پہنچا جب اس بزم سے رخصت کا ساماں تھا

اجازتِ حدیث کی خواہش کا اظہار کیا تو دریافت فرمایا کہ ''کس مدرسہ سے فراغت ہے؟'' ''جامعہ مدنیہ بہاولپور'' کا بتایا، تو مولانا غلام مصطفیٰ رحمہ اللہ اور اُن کے بچوں کے احوال دریافت فرمائے، پھر اجازتِ حدیث کی سند عنایت فرمادی، حضرت کی زیارت اور اُن کی گفتگو سننے کا یہ پہلا موقع تھا، جس کی حلاوت آج تک محسوس ہوتی ہے، اُس کے بعد پھر متعدد بار حضرت کی زیارت کی سعادت حاصل کرتا رہا، جب بھی لاہور گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوتا حضرت کی زیارت کے بغیر واپس نہ آتا، آخری بار حضرت کی زیارت جمادی الاخریٰ 1428ھ جمعہ کے دن ہوئی، مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر مدظلہ کے صاحبزادہ مولوی احسن صاحب نے ملاقات کرائی، مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی بھی ساتھ تھے، اس موقع پر حضرت سے چند سوالات بھی احسن صاحب کی وساطت سے کیے، مثلاً حضرت سے اُن کے اساتذہ کے متعلق پوچھا کہ کس سے زیادہ محبت ہے؟ فرمایا سب سے محبت ہے، حضرت مدنی رحمہ اللہ کا نام بھی لیا، اپنی فراغت کا سال اور گرفتاریوں کے متعلق بھی بتایا، میں نے پوچھا کہ اگر حضرت کو اللہ تعالیٰ صحت دے تو کیا کرنا پسند فرمائیں گے؟ فرمایا ''چھوٹی کتابیں پڑھاؤں گا'' میں نے پوچھا کون سی کتب؟ فرمایا ''منطق، نحو، ادب'' میں نے عرض کیا چھوٹی کتب پڑھانے کی کیا وجہ؟ فرمایا ''بس، شوق ہے''، کیا کہیے اس بلند ہمتی کا کہ تقریباً نصف صدی پوری آب وتاب کے ساتھ مسندِ حدیث پر جلوہ گر رہنے والا شخص چھوٹی کتب پڑھانے کا شائق اور مبتدی طلبہ کی استعداد کو پروان چڑھانے کے لیے فکر مند ہے، اور ذرا بھی عار نہیں، اور ایک ہم ہیں کہ معمولی حرف شناسی سے بھی شیخ الحدیث بننے کا شوق چرانے لگتا ہے اور چھوٹی کتب کی تدریس اپنے منصب کی توہین محسوس ہوتی ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا، مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی (شیخ الحدیث: جامعہ صدیقہ، بہاولپور) فرماتے ہیں کہ ''ایک بار ہم مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، تاکہ ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ'' کی سرپرستی قبول فرمانے کی گزارش کریں، حضرت نے مجھ سے نام پوچھا، میں نے بتایا معاً بول اُٹھے ''آپ وہی ہیں جو ''صلوٰۃ الرسول'' پر تقریظ لکھوانے کے لئے آئے تھے''؟ میں نے تصدیق کی، پھر میں نے حساب لگایا تو اس واقعہ کو سترہ برس گزر چکے تھے، حضرت کی یادداشت پر میں ششدر رہ گیا۔

مسلکی تصلب میں آپ کی کتب شاہد ہیں، نمونہ کے طور پر ایک واقعہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ بہاولپور شیخ الاسلام سیمینار کے موقع پر تشریف لائے تو جامعہ عثمانیہ رحیم یار خان کے مولانا یوسف صاحب نے بھی اپنے مدرسہ کے لیے وقت لے لیا اور پورے رحیم یار خان کو بینروں، وال چاکنگ اور اشتہارات سے سجا دیا، مگر حضرت نے جانے سے اس لیے انکار کردیا کہ مولانا یوسف صاحب نے ''عقیدہ حیات النبی'' کی اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کردیا تھا جو حضرت کی لکھوائی ہوئی تھی۔

......اتباع سنت کے جذبہ سے بھی آپ سرشار تھے، بلکہ اتباع شریعت آپ کی فطرت بن چکی تھی، مولانا سید معاویہ شاہ صاحب بخاری (بن سید ابوذر شاہ صاحب) نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ ''میں مولانا سرفراز خان صاحب سے بہت متاثر ہوں''، کہنے لگے ''میں ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے میرے احوال،

شادی اور بچوں کے متعلق پوچھا تو الفاظ بھی وہی استعمال کیے جو سنت سے ثابت ہیں۔
......اردو اب میں بھی آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا، ایک جھلک ملاحظہ ہو! اپنی بے نظیر تالیف آنکھوں کی ٹھنڈک میں فریق مخالف کے دلائل کا رد کرتے ہوئے سرخیاں قائم کرتے ہیں، فریق مخالف کا پہلا استدلال اور اس کا پس منظر، دوسری دلیل اور اس کا حال، تیسری دلیل اور اس کا بیان، چوتھی دلیل اور اس کا بطلان، پانچویں دلیل اور اس کی زدید، چھٹی دلیل کی حقیقت، ساتویں دلیل کا حشر، آٹھویں دلیل کا انجام، نویں دلیل کا ابطال، دسویں دلیل کا رد، گیارہویں دلیل کی ماہیت، بارہویں دلیل کا جواب، تیرہویں دلیل کی مدافعت، چودہویں دلیل پر ایراد، پندرہویں یل کا ازالہ، سولہویں دلیل کا دفعیہ، سترہویں دلیل کا دفاع، اٹھارہویں دلیل کا قلع قمع۔
حضرت کو جو اکابر و معاصرین کا اعتماد حاصل ہے وہ ان تصدیقات وتقریظات سے واضح ہے جو آپ کی کتب پر ثبت ہیں۔ دو شہادتیں ملاحظہ ہوں......
اکابر میں سے حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں......
''رسالہ کی وقعت وعظمت کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ مولانا سرفراز خان صاحب کی تالیف ہے جو اپنی محققانہ اور معتدلانہ طرزِ تالیف میں معروف ہیں''۔[تسکین الصدور 20]
اور معاصرین میں سے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ قمطراز ہیں......
''آنجناب کی ہر تالیف ہم جیسے طالب علموں کے لیے علمی مواد کا گراں قدر ذخیرہ ہوتی ہے، اس لیے احقر نے بڑے اہتمام سے آنجناب کی تقریباً تمام تالیفات جمع کی ہوئی ہیں''
مزید لکھتے ہیں کہ
''حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اپنے علم وفضل اور تحقیقی ذوق کے لحاظ سے ہمارے ملک کی قیمتی متاع ہیں، انہوں نے اپنے قلم سے دین کی جو خدمات انجام دی ہیں اور مسلکِ حق کے اثبات اور عہد حاضر کے مختلف مکاتب فکر پر جو عالمانہ تنقیدیں فرمائی ہیں وہ ہمارے علمی اور دینی لٹریچر کا بہت بڑا سرمایہ ہیں، مولانا کا اسلوب یہ ہے کہ وہ جو بات کہتے ہیں اس کی پشت پر مستند حوالوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہوتا ہے اور ان کی کتاب کا ہر صفحہ ان حوالوں سے سجا ہوا ہوتا ہے۔[الکلام المفید]
حضرت کے مطالعہ کی وسعت کی ایک تصویر دیکھنے کے لئے حضرت کی مایۂ ناز تالیف ''تسکین الصدور'' سے ایک چیلنج ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو اپنے لاجواب ہونے کا لوہا آج بھی منوا رہا ہے اور مماتیت کے اکابر و اصاغر سر توڑ کوشش کے باوصف آج تک اس کا جواب دینے سے بے بس اور عاجز ہیں، حضرت رقم طراز ہیں۔
''بلاخوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تقریباً 1374ھ تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطے سے اس کا قائل نہیں رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عندا القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث وفقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے،''**من ادعیٰ خلافه فعليه البيان ولا يمكنه ان شاء الله تعالیٰ الیٰ يوم البعث والجزاء والميزان**'' [تسکین 290]

الغرض آپ اپنی ذات میں انجمن تھے، ہر میدان میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں، تدریس کا میدان ہو یا تصنیف وتالیف کا، خطابت کا میدان ہو یا امامت کا، جہاد کا میدان ہو یا تبلیغ کا، دفاع اسلام، احیاء سنت کا میدان، ہو یا تردید فرق باطلہ وضالہ کا، تحریکات کا میدان ہو یا تصوف کا، ہر میدان میں آپ نامور شہسوار کی صورت میں شریک رہے ہیں۔ علم تفسیر پر عبور ایسا کہ اپنے شیخ مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی تصویر پیش کریں، علمِ حدیث وفقہ کی جامعیت پر نظر کریں تو آپ میں امام طحاوی رحمہ اللہ کی جھلک محسوس ہوتی ہے۔ مسند ارشاد پر جلوہ گری اور ردِ بدعات میں نمایاں کردار شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا زمانہ یاد دلاتا ہے، اسماء الرجال پر گہری نظر علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا نقش پیش کرتے رہے، قوت حافظہ دیکھیں تو مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی شبیہ معلوم ہوتے ہیں، تعلیمی اور تحریکی زندگی میں پیش آنے والی طلاطم خیز موجیں آپ کے عزائم میں تزلزل پیدا نہ کرسکیں اور استقلال میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے مثیل دکھائی دیتے رہے، وقت کی پابندی دیکھ کر لوگ مولانا ظفر علی خان کی مثال پیش کرنا بھول گئے، بے باکی اور شجاعت کے چشم دید گواہ آج بھی گکھڑ کے سینکڑوں عوام موجود ہیں، اپنی ہر بات پر حوالہ جات کا انبار لگا دینا آپ کا امتیازی نشان اور اکابر پر بے لچک اعتماد آپ کا خصوصی وصف ہے، سیاسی سوجھ بوجھ میں مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے وارث قرار پاتے ہیں، تصنیف وتالیف کی مسند پر بیٹھتے ہیں تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی جانشینی کے منصب پر فائز محسوس ہوتے ہیں، علم کلام پر قلم اٹھاتے ہیں تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا چہرہ نظروں میں گھوم جاتا ہے، فتویٰ نویسی کے میدا میں اترتے ہیں تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا تفقہ جھلکتا ہے، آپ کی اولاد کی طرف نگاہ اٹھے تو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی مثال سامنے ہوتی ہے، اگر شاگردوں پر نظر پڑے تو شیخ الہند رحمہ اللہ کا نمونہ پیش ہوتا ہے۔ حضرت نے سیاست کی پرخار وادی میں بھی قدم رکھا مگر بقول کیفی مرحوم

ہم نے بھی طے کی ہیں راہ عشق کی منزلیں   لیکن بچے ہوئے روشِ عام سے رہے

آخر میں اپنے مضمون کو انہی الفاظ پر ختم کرتا ہوں جو حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے متعلق فرمائے، کیونکہ شیخ صفدر رحمہ اللہ ان کا کامل مصداق دکھائی دیتے ہیں:

''وقار میں کوہِ گراں،...... تواضع میں مشتِ خاک،...... دلداری میں لطیف پانی،...... بغض فی اللہ میں آتش مجسم،...... سخاوت میں باریک ہوا،...... شجاعت قلب میں آہن،...... بھاری بھر کم ہونے میں وزن دار قطعۂ زمین،...... خود داری میں بلند آسمان،...... جلوت میں نمایاں،...... خلوت میں پنہاں،...... قلب میں سب سے الگ،...... قالب میں سب کے ساتھ،...... عالم جلوت نشین،...... صوفی خلوت نشین،...... مدرسہ میں مدرس،...... خانقاہ میں شیخ،...... سیاست میں سیاسی،...... میدان میں مردِ مجاہد،...... فقیروں میں درویش،...... عوام میں لیڈر،...... خواص میں مقتداء،...... وزراء میں مشیر،...... غرض ہر میدان میں امتیازی شان کے ساتھ موجود، مگر سب شانوں میں تعلق مع اللہ بدستور اور خلوت اور انجمن کا صحیح مصداق......

ع یو بہم کس نے کیئے ساغرو سنداں دونوں

☆☆☆